© rasailojaraid.com

شب برأت کی حقیقت

از : مولانا عبدالستار میانوی خطیب مرکزی جامع مسجد اھلحدیث خورد ضلع جہلم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد

قال الله تعالیٰ "وما آتاکم الرسول فخذوه ' وما نهاکم عنه فانتهوا"

یعنی جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز آجاؤ۔

محترم قارئین کرام عرض ہے کہ اس دنیا میں ہر طرح کے انسان پائے جاتے ہیں کوئی نیک کوئی بد ' لیکن صحیح مومن اور مسلمان وہی انسان ہے جو سنت کے مطابق عمل کرے نہ اس میں زیادہ کرے اور نہ کم۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ایک حدیث کتاب الزکوٰۃ میں بیان ہوئی ہے۔ جس کا لب لباب یہ ہے کہ "ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیں جس کی وجہ سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا صرف اللہ کی عبادت کر و اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز پڑھو، رمضان کے روزے رکھو، زکوٰۃ دو، حج ادا کرو، کہنے لگا کہ جناب میں اس میں نہ کمی کروں گا نہ زیادتی اور جانے لگا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی نے جنتی دیکھنا ہو تو اس کو دیکھ لے۔

سنت پر عمل کرنے کا نتیجہ ہے کہ رب کی رضا میسر آتی ہے۔ سبحان اللہ جب کہ ہمارے ہاں شعبان کے مہینے میں ۱۵ ویں رات کو بڑا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور اسے ایک عظیم رات سمجھ کر خصوصی اعمال کئے جاتے ہیں حالانکہ دیکھنا یہ چاہئے کہ اس رات سے متعلق کوئی صحیح حدیث موجود ہے یا کہ اس کی بنیاد من گھڑت باتوں پر ہے؟ تو آیئے ان روایات کا جائزہ لیتے ہیں جن میں اس رات کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

پہلی روایت : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ کیا تو جانتی ہے اس رات کی کیا فضیلت ہے؟ تو حضرت عائشہؓ نے عرض کی : اے اللہ کے رسول ﷺ اس رات کو کیا کچھ ہوتا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا : اس رات کو ہر وہ آدمی لکھا جاتا ہے جس نے دنیا میں آنا ہے۔ اور جس نے اس دنیا سے جانا ہے۔ وغیرہ الیٰ آخر الحدیث۔

اس حدیث کو امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب "الدعوات الکبیر" میں بیان کیا ہے۔

بحث : سب سے پہلے دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس حدیث کی سند ہے؟ اگر ہے تو سند کیسی ہے؟ تو سب سے پہلے عرض یہ ہے کہ اس کی سند ہی نہیں ہے لہٰذا قابل عمل نہیں ہے اس وجہ سے محقق اسلام علامہ محدث شہیر شارح مشکوٰۃ مولینا "شیخ ابو الحسن عبید اللہؒ رحمانی مبارک پوری (مرحوم)" اپنی مشہور کتاب "مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" میں فرماتے ہیں۔ "لم اقف علی سنده ولا علی من اخرجه غیره فالله اعلم کیف حاله" یعنی اس کی سند نہیں ملی اور نہ ہی (یہ معلوم ہو سکا ہے) کہ امام بیہقیؒ کے علاوہ اس کو کسی نے روایت کیا ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ اس روایت کا کیا حال ہے؟ جب اس حدیث کی سند ہی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اس کا شاہد ہے تو یہ حدیث مطابق قاعدہ محدثین متروک ہے اور نا قابل عمل چوں کہ محدثین میں مشہور ہے "الاسناد من الدین" (مقدمہ صحیح مسلم)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسری روایت : حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "ان اللہ تعالیٰ لیطلع فی لیلة النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقه الا المشرك اومشاحن "(ابن ماجہ)

یعنی اللہ تعالیٰ اس رات کو (یعنی ۱۵ ویں شعبان کی رات) سوائے مشرک یا کینہ رکھنے والے کے سب کو بخش دیتا ہے۔

اس روایت کی تحقیق : علامہ سندھیؒ نے "تعلیق ابن ماجہ" میں اس روایت کو پرلے درجے کی ضعیف روایت قرار دیا ہے۔ "قال فی الزوائد (یعنی زوائد علی ابن ماجہ) اسناده ضعیف" یعنی اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ ضعف کی وجہ یہ ہے کہ اس سند میں عبداللہ بن لہیعہ ہے جو کہ انتہائی ضعیف راوی ہے۔ چنانچہ یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں "ضعیف لا یحتج به" یعنی اس کی روایت سے دلیل نہ لی جائے وہ پرلے درجے کا ضعیف ہے۔ ابن لہیعہ کا حال امام ذہبیؒ اپنی مشہور کتاب میزان الاعتدال میں انتہائی بسط سے لکھتے ہیں لب لباب اس سب کا یہی ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے" اسمیں دوسری علت یہ ہے کہ اس روایت میں ایک راوی ولید بن مسلم ہے۔ جو کہ مدلس ہے۔ (میزان الاعتدال للذھبی : ۴/ ۳۴۷)

نکتہ : اس حدیث کی سند میں "الضحاك بن ایمن ہے جو کہ مجہول الحال ہے۔ چنانچہ امام ذہبی ہی فرماتے ہیں : الضحاك بن ایمن الكلبی لا یدری من ذاله فی لیلة نصف شعبان" یعنی ضحاک بن ایمن کلبی کا کوئی علم نہیں کہ یہ کون ہے؟ اس سے ۱۵ ویں شعبان کی فضیلت میں روایت آئی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مذکور روایت مجہول ہے قابل عمل نہیں اور یہ روایت منقطع بھی ہے۔ چنانچہ امام منذریؒ فرماتے ہیں "ابن عزرب لم یلق ابا موسی" یعنی ابن عزرب کی ابا موسیٰ سے ملاقات ہی ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ روایت منقطع ہوئی تحقیق کیلئے حاشیہ سندھی علی ابن ماجہ ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ اس حدیث کی سند یوں ہے۔ "من طریق النضربن عبدالجبار ثنا ابن لهیعة عن الزبیربن سلیم عن الضحاك بن عبدالرحمان بن عزرب عن ابیه عن ابی موسیٰ"

علامہ سندھی فرماتے ہیں "والزبیربن سلیم و عبدالرحمان بن عزرب مجهولان" یعنی زبیر بن سلیم اور عبدالرحمان بن عزرب دونوں مجہول ہیں۔

اس کے علاوہ اس حدیث کی سند اس طرح بھی آئی ہے "من طریق الولید بن مسلم عن ابن لهیعة عن الضحاك بن ایمن عن الضحاك بن عبدالرحمان عزرب عن ابی موسیٰ الاشعری" اس کی تحقیق اوپر ہو چکی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

تیسری روایت : مسند احمد (۲/ ۱۷۶) میں عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے۔ اس روایت میں بھی ابن لہیعة ہے جو کہ ضعیف ہے۔ امام منذریؒ فرماتے ہیں اس کی سند کمزور ہے چنانچہ امام ھیثمیؒ مجمع الزوائد (۸/ ۶۵) میں فرماتے ہیں "ابن لهیعة هولین الحدیث" اس روایت میں ابن لہیعة کمزور / ضعیف ہے۔ لہٰذا یہ روایت مذکور بھی قابل استدلال نہیں ہے۔ کہ اسکو قابل عمل قرار دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چوتھی روایت : حضرت علیؓ سے ابن ماجہ میں مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "اذا كانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا یومها" (ابن ماجہ) یعنی ۱۵ ویں شعبان کی رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وضاحت : یہ حدیث بھی انتہائی درجہ کی ضعیف ہے۔ قابل استدلال نہیں اس روایت میں ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ ہے۔ جو کہ حدیث گھڑا کرتا تھا چنانچہ "تقریب" میں ہے "رموہ بالوضع" یعنی یہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ یحییٰ بن معینؒ، ابن مدینیؒ، جوزجانیؒ، امام بخاریؒ، امام نسائیؒ سے متروک الحدیث کہتے ہیں ایک مقام پر امام بخاریؒ اور ابن مدینیؒ نے اسے منکر حدیث کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ اور صالح اپنے باپ احمد بن حنبلؒ سے روایت کرتے ہیں "کان ابوبکر بن ابی سبرۃ یضع لحدیث ویکذب" یعنی من گھڑت حدیثیں بیان کرتا اور جھوٹ بولتا تھا۔

ابن عدیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ ابن حبانؒ، امام حاکمؒ اسکو موضوعات میں سے قرار دیتے ہیں حتیٰ کہ ابن حبانؒ فرماتے ہیں "لایجوز الاحتجاج به" یعنی اس سے دلیل لینا جائز ہی نہیں۔ تحقیق کے لئے "تھذیب التھذیب)) ملاحظہ فرمائیں۔

گویا یہ روایت موضوعات میں سے ہے۔ اسے ہرگز دلیل میں پیش نہیں کیا جاسکتا اور اس پر عمل کرنا پرلے درجے کی جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ موضوع روایات پر عمل کرنے سے بچائے۔ آمین

پانچویں روایت : امام منذریؒ نے "الترغیب والترھیب" میں بیان کی ہے۔ اسکا مفہوم یہ ہے۔ "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ رات کو نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور بہت ہی لمبا سجدہ کیا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ آپ وفات پاگئے ہیں میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آکر آپ ﷺ کے انگوٹھے کو ہلایا تو آپ ﷺ کو زندہ پایا الحاصل یہ کہ آپؓ فرماتی ہیں مجھ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ کیا تو جانتی ہے یہ کون سی رات ہے۔ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور آپؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ رات شعبان کی ۱۵ ویں رات ہے۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ نظر کرم فرماتے ہیں اور معافی چاہنے والوں کو معاف کر دیتا ہے۔ وغیرہ

تحقیق : امام ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذریؒ اس حدیث کو اپنی کتاب "ترغیب" میں بیان فرما کر لکھتے ہیں کہ اس روایت کو امام بیہقیؒ نے علاءؒ بن حارث کے طریق پر روایت کیا ہے۔ اور یہ روایت مرسل ہے۔ چوں کہ علاءؒ نے حضرت عائشہؓ سے نہیں سنا (واللہ اعلم)

معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت بھی ہرگز قابل استدلال نہیں ہے۔ امام منذریؒ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں "**رواہ البیھقی من طریق العلاء بن الحارث عنھا وقال ھذا مرسل جید یعنی ان العلاء لم یسمعه من عائشة** ؓ" (الترغیب والترھیب للمنذری ۲/۸۱)

دیگر روایات : امام طبرانی نے اوسط میں معاذ ابن جبلؓ سے اس رات کی فضیلت میں روایت بیان کی ہے۔ لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ امام ھیثمیؒ فرماتے ہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں مجمع الزوائد (۸/۶۵) مطبوعہ بیروت۔ چنانچہ امام ھیثمیؒ کا تعاقب کیا جاسکتا ہے۔ اور قریب کے محقق علوم شریعہ مفتی اجل فاضل کبیر نقاد جلیل امام العصر قدوۃ المحدثین حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلویؒ اپنی مشہور ترین کتاب 'التحقیق لراسخ "ص ۵۸ طبع قدیم سنہ ۱۳۵۰ ھجری میں فرماتے ہیں "ھیثمیؒ کی تصحیح میں نظر ہے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں "فان له اوھاما. کذا فی التاج المکلل ص ۴۷" یعنی ھیثمیؒ کا وہم ہے۔ (آپ اکثر اوہام میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔)

لہٰذا یہ روایت بھی قابل استدلال نہیں نیز طبرانی طبقہ ثالثہ سے ہے۔ اور طبقہ ثالثہ میں ہر قسم کی احادیث ہیں جب تک ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی تسلی نہ ہو دلیل میں یا عمل میں نہ لائی جائیں۔ (حوالہ مذکور تحقیق الراسخ ص ۱۸)

بالجملہ ان میں ایک حدیث حضرت ابی بکر صدیقؓ سے بھی بیان کی جاتی ہے۔ جس کو بزار نے بیان کیا ہے۔ علامہ ہیثمیؒ نے "مجمع (۸/ ۶۵) مطبوعہ بیروت میں اس کو بیان کیا ہے۔"

لیکن اس روایت میں ایک راوی عبد الملک نامی ہے اس کا حال امام ذہبیؒ نے ان الفاظ میں درج کیا ہے۔

"قال البخاری: فی حدیثه نظر وقال ابن حبان وغیره لا یتابع علی حدیثه" یعنی امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس کی بیان کردہ احادیث مشکوک ہیں ابن حبان کہتے ہیں اس کی احادیث کا کوئی تابع نہیں۔ (میزان ۲/ ۶۵۹)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں "وھو حدیث منکر بھذا الاسناد" یعنی اس حدیث کی سند منکر ہے۔ لہٰذا یہ بھی قابل استدلال نہیں۔

اسی طرح ایک اور حدیث حضرت ابی ہریرہؓ سے بیان کی جاتی ہے۔ اس کو بھی بزار نے روایت کیا ہے لیکن یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے۔ چوں کہ اس میں ہشام بن عبد الرحمان ہے جو مجہول ہے۔ اس لئے یہ بھی قابل استدلال نہیں ہے۔ "قال الھیثمیؒ وفیه ھشام بن عبدالرحمان ولم اعرفه" (مجمع ۸/ ۶۵)

ایک روایت عوف بن مالکؓ سے بیان کی جاتی ہے۔ جس کو بزار نے ہی روایت کیا ہے لیکن اس روایت میں عبد الرحمان بن زیاد بن انعم الافریقی ہے۔ اور دوسرا راوی ابن لھیعہ ہے۔ عبد الرحمان بن زیاد کو جمہور آئمہ نے ضعیف کہا ہے۔ اور ابن لھیعہ کی بحث اوپر ہو چکی ہے۔

عبد الرحمان بن زیاد کو امام نسائیؒ، یحیٰی بن معینؒ، امام احمدؒ، امام دار قطنیؒ، ابن حبانؒ ابن عدیؒ، ابن قطانؒ، امام طبرانیؒ وغیرہ نے کمزور کہا ہے۔ (میزان میں اسکا حال لکھا گیا ہے۔) لہٰذا یہ روایت بھی قابل عمل نہیں ہے۔

اس کے علاوہ ایک روایت کثیر بن مرہ سے بیان کی جاتی ہے۔ اور کثیر بن مرۃ تابعی ہیں اور یہ روایت مرسل ہے۔ یہ بھی قابل عمل نہیں کہ اس کو دلیل بنایا جائے۔

ایک روایت مکحول کے طریق سے ابی ثعلبہ سے بیان کی جاتی ہے۔ جس کو طبرانی نے بیان کیا ہے۔ لیکن اس روایت میں احوص بن حکیم ہے۔ جو کہ ضعیف ہے۔ نیز مکحول نے ابی ثعلبہ (جو کہ صحابی ہیں) کو نہیں دیکھا۔ ابن عدیؒ نے ان کا طویل حال بیان کیا ہے۔ (کامل لابن عدی) ابن معینؒ، ابن مدینیؒ، امام نسائیؒ وغیرہ اس کو یعنی احوص کو انتہائی ضعیف کہا ہے۔ اور ابن عدیؒ نے کامل میں احوص کا مکمل حال رقم کیا ہے۔ لہٰذا یہ روایت منقطع بھی ہے۔ اور مرسل بھی۔ اور ہرگز قابل عمل نہیں ہے۔

اسی طرح علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں ایک روایت بلا حوالہ وبلا سند کے نقل کی ہے۔ جسمیں سو رکعت نماز پڑھنا وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ یہ روایت بھی موضوع ہے۔ امام غزالیؒ نے اس کی تخریج کی ہے۔ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی)

اور ایک روایت ابو ہریرہؓ سے بیان کی جاتی ہے جس میں بارہ رکعت نماز کا تذکرہ اور ہر رکعت میں تیس بار سورہ اخلاص کا پڑھنا وغیرہ اور بیس حضرات کی سفارش کا حقدار وغیرہ کا بھی ذکر ہے۔ (اسکو ابن جوزیؒ موضوع قرار دیتے ہیں اور اس کی سند میں کئی راوی مجہول ہیں علامہ سیوطیؒ، علامہ عراقیؒ، ابن حجرؒ وغیرہ بھی اس کو موضوع قرار دیتے ہیں (تحقیق کیلئے رسالہ آثار المرفوعہ فی احادیث الموضوعۃ مصنف علامہ عبد الحئی لکھنویؒ ص ۳۳ مطبوعہ ھند)

اور ایک روایت روزے کے سلسلہ میں جو آئی ہے وہ بھی موضوع ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں "فان اصبح فی ذلک الیوم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صائماکان کصیام ستین سنة ماضية وستين سنة مقبلة" یعنی شعبان کی ۱۵ ویں تاریخ کا روزہ گویا ایک سو بیس سال کے روزے کے برابر ہے۔ یعنی ساٹھ سال گذشتہ اور ساٹھ سال آئندہ کے لحاظ سے۔ ابن جوزی نے اسے موضوع کہا ہے اور اس کی سند میں اندھیرا ہے۔ ردی قسم کی روایت ہے۔ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۲ر۵۳)

الانتباہ : قارئین کرام اس رات کے فضائل میں جتنی روایات آئی ہیں میں نے تقریباً تمام کی تمام نقل کر کے اپنی بساط کے مطابق ان پر جرح و تعدیل کی ہے۔ ان روایات میں اکثر انتہائی درجہ کی کمزور اور بعض تو بالکل ہی موضوع ہیں جن میں سے بعض روایات مرسل بھی ہیں صحیح اور راجح مذہب یہی ہے کہ مرسل بھی قابل حجت نہیں۔ مقدمہ ابن صلاح الفیہ عراقی ص ۵۰ میں اس پر خاصی بحث کی گئی ہے۔ حضرت العلام حافظ محمد صاحب محدث گوندلویؒ نے تحقیق الراسخ میں "المبادی" کی فصل اول میں تعریفات حدیث پر بڑی کھل کر بحث کی ہے۔

پندرھویں شعبان کو ہونے والی بدعات :

(۱) اس دن شام کو اعلیٰ سے اعلیٰ پکوان پکانا وغیرہ جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے محض ایک خیال ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی خرافات سے بچائے۔ آمین۔

(۲) بعض لوگ اپنے گھروں کی خوب صفائی کرتے ہیں اور خوب لپائی وغیرہ کرتے ہیں کئی حضرات تو پھل بھی رکھتے ہیں اور حلوہ چپاتی وغیرہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے۔ اور ان میں سے بعض لوگ خوشبو کا استعمال کرتے ہیں اگربتی لوبان وغیرہ اور یہ اظہار کیا جاتا ہے کہ اس سے آج کے روز روحیں خوش ہوتی ہیں اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ جمعرات اور شب برات اور عیدین کو روحیں دنیا میں اپنے اپنے گھروں کو آتی ہیں یہ عقیدہ بالکل باطل ہے اور جھوٹ کا پلندہ ہے۔ جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ اور نہ حدیث میں۔ یاد رہے جو لوگ مر چکے ہیں اب وہ دنیا میں نہیں آسکتے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ (ومن ورائهم برزخ الى يوم يبعثون) یعنی مرنے کے بعد قیامت تک وہ برزخ میں ہوتے ہیں (وہ دنیا میں نہیں لوٹ سکتے)

برزخ اس عالم کو کہتے ہیں جو کہ انسان پر اسکی موت سے لیکر قیامت کے دن اٹھنے تک کا زمانہ ہے اسے برزخ کہا جاتا ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں "من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر" جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر و ناظر ہیں سمجھ لو کہ وہ کافر ہے۔ (فقہ اکبر)

یہ ایک جاہلانہ عقیدہ ہے قرآن و حدیث سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ (الامان والحفیظ)

(۳) بعض حضرات زیارت قبور کا بڑا اہتمام کرتے ہیں کہ آج کے روز یا آج کی شام بڑا اجر و ثواب ہے۔ اور اسکو ضروری سمجھتے ہیں لیکن اسکا تذکرہ قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔ بغیر تخصیص کے زیارت قبور درست ہے لیکن اس کا اہتمام خصوصی طور اس رات کو کرنا بدعات میں سے ہے۔ اور اس عقیدہ کی بنیاد کمزور ترین روایات پر رکھی گئی ہے۔ جن کا تذکرہ اس سے پہلے ہو چکا ہے۔

(۴) مختلف قسم کے کھانے بنا کر فقراء میں تقسیم کرنا اس کا ذکر بھی قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔ البتہ فقراء پر خرچ کرنا کار ثواب ضرور ہے۔ لیکن اس رات کو مخصوص کرنا اس کے متعلق کسی صحیح روایت کیا ضعیف و موقوف روایت میں بھی ذکر نہیں ملتا محض ایجاد بندہ ہے۔

(۵) اس رات کو آتش بازی، پٹاخے اور دھماکے وغیرہ کرنا تو پرلے درجے کی حماقت اور جہالت ہے۔ جو کہ آتش پرست لوگوں کا فعل ہے۔ اور اس میں مال کا بھی ضیاع ہے۔ اور جان کا بھی نقصان اکثر اوقات ہو جایا کرتا ہے۔ اس رات کو گھروں، دفتروں اور کاروباری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مراکز پر بجلی کے قمقموں کے ذریعے چراغاں وغیرہ کرنا یا قبروں پر موم بتیوں اور دیوں کا جلانا اور اگربتیوں وغیرہ کا اہتمام کرنا فضول خرچی اور بدعات میں سے ہیں اسلام کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۶) اس رات کو قیام کرنا اور قرآن کا ختم وغیرہ اور سٹیج وغیرہ سجانا اور تقاریر کا اہتمام کرنا بھی بدعت منکرہ میں سے ہے۔

(۷) پھر دن کو روزہ رکھنا اس کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا۔ اس سلسلہ میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی۔ جن احادیث میں اجمالی ذکر آیا ہے ان کا اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ کہ مذکورہ روایات پایہ صحت کو نہیں پہنچتیں اسی لئے محدثین فرماتے ہیں "لیس فی صوم یوم لیلة النصف من شعبان حدیث مرفوع صحیح او حسن اوضعیف خفیف الضعف ولااثرقوی اوضعیف "یعنی ۱۵ اویں شعبان کا روزہ جو ہے۔ اس سے متعلق کوئی مرفوع، حسن، معمولی ضعیف حدیث اور نہ ہی کوئی اثر وارد ہوا ہے۔

(مرعاۃ المفاتیح جلد دوم ص ۲۳۹ مطبوعہ لکھنؤ)

کمزور روایت کمزور ہی ہوتی ہے بالخصوص احکام میں تو سرے سے ہی حجت نہیں۔ کما قال المحدثین۔

(۸) بعض لوگ اس کو بے سمجھی سے لیلۃ القدر بھی کہتے ہیں یہ عقیدہ درست نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ اس رات کو احکام جاری ہوتے ہیں جس کا ذکر حضرت عائشہؓ والی روایت میں آتا ہے حالانکہ اس کی سند ہی نہیں ملتی

اس لحاظ سے امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں "من قال : انہا لیلة النصف من شعبان فقد ابعد فان نص القرآن انہا فی رمضان "یعنی جس نے ۱۵ اویں شعبان کو لیلۃ القدر سمجھا ہے وہ قرآن کی نص سے بہت دور ہو گیا ہے۔ چوں کہ لیلۃ القدر کے رمضان میں ہونے کی وضاحت قرآن مجید میں موجود ہے۔

اسی طرح علامہ شوکانیؒ نے بھی فتح القدیر (۴ر۵۵۴) میں لکھا ہے۔ "والحق ماذھب الیہ الجمھور من ان ھذہ اللیلة المبارکة ھی لیلة القدر لالیلةالنصف من شعبان لان اللہ سبحانہ جملھا ھھنا (یعنی فی سورة الدخان)وبینھا فی سورة البقرة بقولہ (شھررمضان الذی انزل فیہ القرآن) و بقولہ فی سورة القدر (انا انزلناہ فی لیلة القدر) فلم یبق بعد ھذا البیان الواضح ما یوجب الخلاف ولا ما یقتضی الاشتباہ " لب لباب یہ ہے۔ کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہوتی ہے۔ ۱۵ شعبان کو لیلۃ القدر کہنا درست نہیں ہے۔ قرآن کے خلاف ہے۔

جو کچھ احکام وغیرہ صادر ہوتے ہیں وہ رمضان میں لیلۃ القدر کی رات میں ہی ہوتے ہیں (فیھا یفرق کل امر حکیم) سے مراد یہی رات ہے۔ جس کو ہم شب قدر کہتے ہیں قرآن و حدیث اسی کے متقاضی ہیں۔ مولانا عبدالحئی لکھنویؒ نے اپنی کتاب "آثار المرفوعہ "میں ان بدعات کا تذکرہ کیا ہے اور ان کو صریح بدعات کہا ہے۔

نوٹ : یاد رہے شب برات دراصل لیلۃ القدر ہی کا دوسرا نام ہے جو کہ رمضان میں ہوتی ہے۔ یہ نام بعض جاہل ملا حضرات نے رکھا ہے قرآن و حدیث میں اس کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا۔

لیلۃ القدر کے کئی نام ہیں (۱) لیلۃ القدر (۲) لیلۃ الرحمۃ (۳) لیلۃ المبارکہ (۴) لیلۃ الصک (۵) لیلۃ نزول القرآن (۶) لیلۃ البراۃ (یعنی شب برات) وغیرہ سب کے سب نام لیلۃ القدر کے ہیں جو کہ رمضان میں ہوتی ہے۔ تحقیق کیلئے حاشیہ جلالین اور تفسیر روح المعانی وغیرہ کو ملحوظ رکھیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قول فیصل : ۱۵ویں شعبان کے سلسلہ میں جتنی روایت بیان کی جاتی ہیں ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔ اور صحیحین میں تو اس کا ذکر تک نہیں ملتا۔

البتہ ایک روایت اور بھی اس سلسلہ میں بیان کی جاتی ہے۔ جو معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے۔ "من احیا اللیالی الخمس وجبت له الجنة لیلة الترویة و لیلة عرفة و لیلة النحر و لیلة الفطر و لیلة النصف من شعبان" یعنی جو شخص پانچ راتوں کو جاگ کر عبادت کرے گا۔ اس پر جنت واجب کر دی جائے گی۔ آٹھ ذی الحج کی رات، عرفہ کی رات، عید قربان کی رات، عید الفطر کی رات اور ۱۵ویں شعبان کی رات۔

یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ "مرعاۃ المفاتیح" میں ہے۔ "لکنه ضعیف جداً" "انتہائی کمزور روایت ہے۔ اس روایت کو امام اصبہانی نے روایت کیا ہے۔ اور یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ چوں کہ اسکو امام منذریؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ صاحب مرعاۃ فرماتے ہیں (وهذا ایضاضعیف لان المنذری صدره بلفظة روی واهمل الکلام علیه فی آخره و جعل هذاعلامة للاسناد الضعیف) یعنی امام منذری یہ روایت لفظ "روی" سے بیان کی ہے۔ اور آپ نے یہ علامت ضعف کی بیان کی ہے۔ (ملاحظہ کریں مقدمہ الترغیب والترھیب جلد اول)۔ اسی طرح امام ابن حجرؒ بھی تلخیص میں اسے ضعیف قرار دیتے ہیں (التلخیص لابن حجر ص ۲/۸۰ مطبوعہ سانگلہ ہل)۔ اور ایک روایت عبادہ بن صامتؓ سے بھی نقل کی جاتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ وہ بھی ضعیف ہے۔ چوں کہ اس روایت میں ایک راوی عمر بن ہارون ہے۔ اسکو آئمہ دین نے انتہائی ضعیف کہا ہے۔ اور یہ روایت طبرانی کی ہے۔ امام ذہبیؒ نے المیزان الاعتدال میں کہا ہے۔ " وکان من اوعیة العلم علی ضعفه، وقال ابن مهدی واحمد والنسائی متروك الحدیث وقال یحیی کذاب خبیث وقال ابوداؤد غیر ثقه و قال علی یعنی (ابن المدینی) والدارقطنی ضعیف جدا وقال صالح کذاب وقال زکریا الساجی فیه ضعف وقال ابوعلی النیسابوری متروك ، مات عمربن هارون ببلخ سنة اربع وتسعین ومائة وکان من اوعیة العلم علی ضعفه وکثرة مناکیره وما اظنه ممن یعتمدالباطل "یعنی ابن مہدی، احمد بن حنبل، نسائی نے اسے متروک کہا ہے۔ یحیی نے اسے کذاب کہا ہے۔ ابو داؤد علی بن مدینی اور صالح نے اسے شدید ضعیف کہا ہے۔ ابو علی نیشاپوری نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ اور اسکا انتقال ۱۹۴ھ میں ہوا ہے اہل علم اس کو ضعیف بتاتے ہیں اور اسکی احادیث منکر ہیں۔ اس پر اعتماد نہیں۔

تحقیق کیلئے (میزان الاعتدال للذھبی ۳/۲۲۸ مطبوعہ بیروت) اسی طرح ایک روایت ابن ماجہ میں بھی ہے اور وہ بھی موقوف ہے صحیح نہیں۔ اس کی وضاحت ابن حجرؒ نے تلخیص میں کی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

گویا روایت ھذا بھی قابل عمل نہیں ہے چوں کہ انتہائی درجہ کی کمزور و بودی روایت ہے۔ کس طرح اسے قابل عمل سمجھا جائے؟ وباللہ التوفیق۔

اس رات کا ایک خاص عمل : اکثر لوگ اس رات کو نماز تسبیح وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں یہ بھی درست نہیں اس رات کو خصوصی نماز تسبیح ادا کرنا ثابت نہیں ویسے نماز تسبیح پڑھنا درست ہے۔ لیکن اس رات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ امام ابو داوٗدؒ نے تو اسے دن میں پڑھنا بیان کیا ہے۔ اور وقت بھی لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت پڑھو "اذا زال النہار" جب دن ڈھل جائے یعنی سورج ڈھل جائے اگرچہ علماء نے گنجائش رکھی ہے کہ کسی وقت بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ لیکن مسنون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہی ہے۔ جس کا ذکر ابو داؤد نے کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ اور بعض لوگ نماز تسبیح جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اس کا ثبوت تو ہے ہی نہیں ابو شامہ نے الباعث میں اسکو بدعت کہا ہے۔ علامہ حضرت حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ نماز تسبیح بالجماعۃ درست نہیں (ملاحظہ کریں فتاویٰ اھلحدیث)

ایک خاص وضاحت : یاد رہے کہ شعبان میں روزے رکھنا آپ ﷺ سے ثابت ہیں لیکن یہ روزے عام طور پر رکھتے تھے نہ کہ خاص طور پر۔ اس کا تذکرہ علامہ شوکانی ؒ نے نیل الاوطار میں کیا ہے۔ (۲/۲۷۴ تا ۲۷۶) مطبوعہ مصر قدیم۔ نیز اس کی وضاحت علامہ شارح مشکوٰۃ مولانا عبیداللہ رحمانیؒ نے "مرعاۃ المفاتیح" میں کھل کر کی ہے۔ تحقیق کیلئے مشکوٰۃ "باب صیام التطوع مع شرحہ مرعاۃ ۳/۲۶۶ ملاحظہ فرمائیں۔ مطبوعہ لکھنؤ ھند ۱۹۶۳ء۔

نکتہ خاص : علامہ عبدالسلامؒ مصری نے "السنن والمبتدعات" میں شعبان میں ہونے والی بدعات کا خوب تعاقب کیا ہے۔ فرماتے ہیں ۱۵ ویں شعبان کو خصوصی نمازیں ادا کرنا اسکے متعلق کوئی اثر وارد نہیں ہوا۔ اھل حجاز فقہاء مدینہ اور اصحاب مالکؒ اس کو بدعت قرار دیتے ہیں امام نوویؒ شعبان اور رجب کی خصوصی نمازوں کو بدعت منکرہ قرار دیتے ہیں (السنن والبتدعات ص ۱۴۴ تا ص ۱۴۶) عرب وعجم کے مایہ ناز مفتی وعالم بے بدل علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اپنے فتاوئی میں ان سب کو خرافات میں شامل کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ اس سے باز رہیں۔ (فتاوئی بن باز مطبوعہ سعودی عرب جلد اول)

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہر بدعت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تحقیق اور سنت پر عمل کرنے کی صلاحیت بخشے۔ آمین ثم آمین وباللہ التوفیق۔

رتوال (جلالپور شریف) میں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ

مورخہ ۲۴ نومبر ۹۸ء بروز منگل بعد از نماز عشاء بمقام رتوال نزد جلالپور شریف میں مرزا ظہور الحق صاحب نے سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر ایک جلسہ کا اہتمام کیا۔ جلسہ سے خطیب پاکستان حضرت مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب فیصل آبادی نے بڑا پر سوز خطاب کیا۔ ان سے پہلے حافظ عبدالحمید عامر صاحب نے بھی مختصر خطاب کیا۔ جہلم سے مرزا عبدالقدوس صاحب نے بھی اس جلسہ میں شرکت کی۔ اگلے روز واپسی سے قبل جلالپور میں جناب غلام عباس گوندل صاحب کی پر خلوص دعوت پر ان کے گھر ایک ملاقات کا اہتمام بھی کیا گیا جہاں انہوں نے اور ان کے بھائیوں نے احباب کا پر جوش خیر مقدم کیا۔

جڑول کھاڑک میں جلسہ عام

مورخہ ۲۱ نومبر بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء جامع مسجد اہلحدیث جڑول (کھاڑک) میرپور آزاد کشمیر میں عظیم الشان جلسہ عام زیر صدارت رئیس الجامعہ علامہ محمد مدنی صاحب منعقد ہوا۔ جلسہ سے قاری محمد یعقوب فیصل آبادی، حافظ عبدالستار حامد صاحب اور علامہ محمد مدنی صاحب نے خطاب کیا۔ اس جلسے کا اہتمام قاری محمد بشیر حسن صاحب خطیب جامع مسجد جڑول نے کیا۔

© rasailojaraid.com